جس کو الفاظ میں بیان کرنا میرے لئے ممکن نہیں۔ اسے صرف محسوس کرنا اور اس کے ذوق سے محظوظ ہونا ہی ممکن ہے۔

الحمد للہ مدینہ منورہ میں زیر تعلیم بلتی طلباء کے تعاون اور بروقت توجہ نے ہمارے ان حسین وجد آفرین لمحات کو اور بھی حسین، یادگار اور پر لطف بنا دیا؛ جسے میں اللہ تعالیٰ کا فضل وکرم، نبیٔ رحمت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فیضان سمجھتا ہوں۔ اس پر ان تمام احباب کا صمیم قلب سے شکر گزار ہوں۔ ابھی ایک طرف ان کے زیر بار احسان ہماری کمر دہری ہوتی جا رہی تھی، دوسری جانب ہمارے فرصت کے لمحات تیزی سے ختم ہو رہے تھے۔ آخر کار اگلے دن وہ وقت بھی آ پہنچا کہ ہمیں باچشم گریان وبادل بریاں ۱۴ اکتوبر کی شام مدینہ منورہ کو بھی الوداع کہنا پڑا۔ اور ہم مولانا جامی کا یہ حمدیہ ونعتیہ مصرع پڑھتے ہوئے وہاں سے رخصت ہوئے۔

مشرف گرچہ جامی شد زلطفش

خدایا! این کرم بارِ دگر کُن

اب ہم اس انتظار میں ہیں کہ "بار دگر کرم" کا لمحہ کب آتا ہے، کہ ان عزیزوں کی مہمان نوازی، بندہ پروری اور لطف واحسان سے بہرہ ور ہو جائیں!

امام احمد ابن حنبلؒ

امام احمد بن محمد بن حنبل الشیبانیؒ سنہ ۱۶۴ھ میں پیدا ہوئے۔ زندگی بھر علوم نبوت اور عقائد اسلامیہ کی گرانقدر سرانجام دیں۔ ایک ملین احادیث نبویہ یاد تھیں۔ گمراہ وظالم حکمرانوں نے علمائے اہل سنت کو جبری معتزلہ بنانے کی ناکام کوشش کی؛ اس ظلم وستم سے آگے سب سے زیادہ ثابت قدم رہنے کا شرف آپؒ ہی کو حاصل ہوا۔

۱۲ ربیع الاول ۲۴۱ھ بروز جمعہ وفات پائی۔ کہتے ہیں کہ نماز جنازہ کو دیکھ کر بیس ہزار کافر مشرف باسلام ہوئے۔

امام ابن ماجہؒ

امام محمد بن یزید بن مَاجَۃُ القزوینیؒ سنہ ۲۰۷ھ میں پیدا ہوئے۔ نامور محدثین سے علوم نبوت حاصل کیے۔ "سنن ابن ماجہ" میں بعض ضعیف احادیث کی موجودگی کے باوجود اکثر علماء نے باقی پانچ کتب پر مفید اضافے کی قدر کرتے ہوئے "صحاح ستہ" میں شامل کیا۔ ماہ رمضان ۲۷۳ یا ۲۷۵ھ میں وفات پائی۔

سوانح علمائے اہلحدیث بلتستان

آہ! شیخ الحدیث ثناء اللہ سالک کورویؒ

1937 - 2015ء

یوسف ظفر/عبدالرحیم روزی

کئی سال قبل مولانا ثناء اللہ سالک کی صحت قابل رشک تھی، اس بڑھاپے میں بھی کسی غذا سے پرہیز کی جھنجھٹ، نہ صبح وشام دوائی کھانے کی ضرورت؛ کیونکہ کوئی مرض آپ کے قریب نہ پھٹکا تھا۔ جب کہا جاتا: مولانا احتیاطاً کچھ کھانوں سے پرہیز کیجیے! فرماتے: ''ارے بابا! اللہ نے تمام کھانے انسان کی صحت کے لیے بنائے ہیں، کھاؤ پیو اور وہم نہ کرو۔'' بالآخر پیرانہ سالی نے اس مردِ آہن کو بھی گھائل کردیا۔ آپؒ سے بندہ نے سال ۲۰۱۰ء میں کچھ احوال پوچھے تو یہ کہ کر ٹال گئے: رہنے دو ان چیزوں کو، بس اللہ قبول کرے! اس پر بندہ نے خفگی کا اظہار کیا: بزرگانِ دین جب اس طرح نسل نو کو اپنی تگ وتاز سے بے خبر رکھیں تو اس کا ذمہ دار کون ہوگا؟ بعض بزرگوں نے راقم کی حمایت کی تو مئی ۲۰۱۱ء میں از راہ احتیاط کچھ باتیں پوچھ رکھی تھیں۔ آپ کی وفات کے فوراً بعد فاضل دوست یوسف ظفر کوروی صاحب نے اپنے تأثرات لکھ بھیجے۔ اسے بھی شاملِ مضمون کیا جارہا ہے۔ (عبدالرحیم)

شجرہ نسب: ثناء اللہ بن محمد علی بن اسماعیل بن سلطان علی از قوم عبدالحیات، گاؤں کورو ضلع گانگ چھے بلتستان۔

آپ کے والد مرحوم مولانا محمد موسیٰؒ بانی دارالعلوم کے پاس مشکوٰۃ المصابیح پڑھنے کے بعد اولادسمیت عامل بالحدیث ہو گئے تھے۔ یوسف ظفر لکھتے ہیں: ''بزرگوں کے افادات کے مطابق آپ کے والد محمد لوگوں کو اتباع شریعت، احترام انسانیت، اتحاد امت، خدمتِ خلق، رزقِ حلال اور امر بالمعروف، نہی عن المنکر کی تلقین کرتے رہتے تھے۔''

مولانا سالکؒ ۱۹۳۷ء میں پیدا ہوئے۔ آپ کے خاندان میں سے آپ کے داماد مولانا محمد ایوب ولد غلام نائب مدیر المالیہ آپ کے چچازاد ہیں۔ جبکہ مولانا علی اسماعیل صاحب دوسرے چچا علی کے پوتے ہیں۔ اور دونوں عرصہ دراز سے دارالعلوم کے شعبہ مالیات میں خدمت سرانجام دے رہے ہیں۔

تعلیم وتربیت: مولانا سالکؒ نے ناظرہ قرآن کریم سے مشکوٰۃ جلد اول، ہدایۃ النحو تک مولانا مفتی کریم بخشؒ سے پڑھا۔ آپؒ کے ساتھیوں میں مولانا عبدالرؤف سیر میکی حفظہ اللہ، مولانا عبدالرحمٰن خلیقؒ، مولانا محمد حسن اثریؒ، مولانا ابراہیم خلیل

عبدالصمد آف کینیا اور مولانا عبدالحمید کوروو غیرہ ہیں۔

۱۹۵۶ء میں شادی کی بندھن میں منسلک ہو گئے۔ ۱۹۵۷ء میں پہلا بیٹا مولانا عبدالکریم سالک (حال عجمان) پیدا ہوئے۔اس وقت آپ غواڑی میں زیر تعلیم تھے۔۱۹۷۱ء میں مولانا حبیب الرحمٰن سالک پیدا ہوئے۔

۱۹۵۷ء میں آپ نے مولانا محمد حسن اثری مرحوم، مولانا عبدالرؤف، مولانا عبدالرحمٰن خلیق مرحوم، بواعبدالغفور عرفِ ''ولی'' مجلوی مرحوم کے ہمراہ غواڑی سے براستہ کھرمنگ، سدپارہ، استور، دیوسائی، منیمرگ، ونی مظفرآباد پہنچے۔منیمرگ تک پیدل سفر کیا۔ونی تک کا سفر آٹھ روز میں طے ہوا۔ونی (آزاد کشمیر) بس آتی تھی۔استور میں ایک روز مزدوری کے لیے تمام ساتھی مکئی کاٹتے رہے۔زادِراہ میں تمام ساتھی ساتھ ستو اور بواعبدالرحمٰن خلیقؒ مکھن لے گئے تھے۔ان کے والد حاجی عبداللہ مرحوم نے مکھن کا مٹکا مسجد میں رکھا ہوا تھا۔مولانا سالکؒ فرماتے ہیں کہ ہم نے خلیق صاحبؒ کو مکھن اٹھانے پر ورغلایا تو خلیق مرحوم نے اسے اٹھالیا۔راستے میں ہم چٹخارے لے لے کر کھاتے گئے۔اس وقت ایک کلو مکھن کی قیمت اڑھائی روپے تھی۔بعد میں ہم نے کراچی پہنچ کر حاجی عبداللہؒ کے نام اس حساب سے قیمت بھیج دی۔

کراچی پہنچ کر **جامعة العلوم السعودية** (دارالحدیث رحمانیہ) پہنچے جو اس وقت آسن مل او جھا روڈ میں واقع تھا۔سولجر بازار میں بعد میں سیٹھ عبدالوہاب نے بنایا۔مگر یہاں تاخیر کی وجہ سے داخلہ نہ ملا۔لہٰذا ابوالبشیر الدین سلطان کی سفارش پر غربائے اہلحدیث کے مدرسہ مسجد محمدی میں پہنچے، یہاں کھانے کا انتظام تھا نہ تعلیم کا بندوبست۔یہاں کچھ بنگالی طلباء زیر تعلیم تھے۔اتنے میں بواعبدالحکیمؒ بن عبدالحقؒ اور بوامحمد کورویؒ بھی پہنچے۔محمدی مسجد میں پندرہ روز ٹھہرے۔ایک روز سیٹھ صاحب مدرسہ میں آئے، ہمیں لائن میں رکھا گیا۔سیٹھ صاحب نے مبلغ ۶، ۶ روپے ہاتھوں میں تھما دیے۔اس موقع پر ہماری خوشی دیدنی تھی، مگر ان کے چلے جانے کے بعد وہ رقوم واپس لیے گئے، جس پر ہم یاسیت کے پیکر بن کر ہاتھ ملتے رہ گئے۔

مولانا فرماتے ہیں کہ پنجابی و بنگالی طلباء لوگوں کے گھروں میں جا کر کھانا لے کر آتے۔بھوک و افلاس کا دور دورہ تھا۔چھان پھٹک کے کئی مراحل سے گزرنے کے بعد کھانا لانے والے طلباء کھالیتے اور ہمیں کچھ نہ ملتا۔پوچھنے پر سینئر طلباء نے یہ گر سکھایا کہ گھر گھر جا کر صدا لگاؤ: ''کل کی بچی ہوئی روٹی ہے؟'' ہم نے یہ جملہ خلیق مرحوم کو سکھایا، وہ سب سے چھوٹے تھے، مگر اس پر شرم و حیا غالب آ گئی۔باسی کھانے سے پندرہ روز بعد سب بیمار پڑ گئے۔

اس کے بعد ہم مولانا داؤد راغبؒ کی ہندوستان سے آمد کی خبر سن کر دہلی کالونی چلے گئے۔مگر اس مدرسہ میں مولانا راغب کا وجود نہ تھا۔یہاں آٹھ ماہ ٹھہرے۔بقول مخمور دہلوی

حفاظت جس سفینے کی انہیں منظور ہوتی ہے ساحل تک اسے خود لا کے طوفان چھوڑ جاتے ہیں

آپ کی تقدیر میں ''شیخ الحدیث انتھک خطیب مولانا ثناء اللہ سالکؒ'' بننا نوشتہ تھا،لہٰذا ۱۹۵۷ء کے اواخر میں مدرسہ اوڈانوالہ فیصل آباد چلے آئے اور ایک سال ٹھہرے۔ یہاں آپ اور ساتھیوں کے اساتذہ میں مولانا صادق خلیل سیالکوٹیؒ، پیر یعقوب قریشیؒ اور شیخ الحدیث محمد یعقوب ملھویؒ وغیرہ تھے۔ان سے مشکوٰۃ، ہدایہ اور قدوری وغیرہ پڑھیں۔

۱۹۵۸ء میں پھر کراچی جا کر دارالحدیث (دارالعلوم سعودیہ) پہنچے۔اس بار یہاں پہلی دفعہ مولانا عبدالرشید ندوی مرحوم ہندوستان سے پہنچے ہوئے تھے۔ یہاں سے ۱۹۶۰ء میں فارغ التحصیل ہوئے، مدرسہ ہذا میں ہمارے اساتذہ شیخ الحدیث حاکم علیؒ، مولانا عبدالرشید ندویؒ اور مولانا عبدالملکؒ تھے۔اور ساتھی مولانا محمد حسن اثریؒ اور مولانا عبدالحکیم عبدالحقؒ تھے۔جبکہ نچلی کلاسوں میں مولانا بلال احمد، مولانا عبداللہ مسعود یوگوی، مولانا عبدالرحمٰن خلیقؒ اور مولانا عبدالوہاب حنیفؒ تھے۔

۱۹۶۰-۶۱ء کا عرصہ کورو بلتستان میں خوب کام کاج کیا۔علف زار اور کھیتوں سے بوجھ ڈھویا اور خوب محنت کی۔ پھر مولانا غلام اللہؒ کے پاس جا کر راجہ بازار راولپنڈی میں دو ماہ درس قرآن لیا۔اس کے بعد جامعہ سلفیہ فیصل آباد جا کر محدث العصر حافظ محمد گوندلویؒ سے آخری سال صحیح بخاری وغیرہ پڑھی اور ۱۹۶۲ء میں فارغ ہوئے۔مولانا گوندلویؒ کے علاوہ آپ کے اساتذہ میں مولانا عبداللہ بڈھیمالویؒ تھے۔اور کلاس فیلو علامہ احسان الٰہی ظہیر شہیدؒ اور مولوی عبدالحکیم بن عبدالحق مرحوم تھے۔ جبکہ یار دوستوں میں مولانا عبدالرحمٰن خلیقؒ اور مولانا محمد حسین تھلوی تھے۔

۱۹۶۳ء میں حافظ محمد گوندلویؒ گوجرانوالہ تشریف لائے تو حافظ صاحب کے پاس دوبارہ بخاری شریف پڑھی۔ یہاں کلاس فیلوز میں مولانا محمد حسین پنجابی اور محمد حسین تھلوی تھے۔دیگر اساتذہ میں مولانا عبدالمنان نورپوریؒ شامل ہے۔

۱۹۶۴-۶۶ء میں ایک منارہ مسجد کراچی میں امامت کرتے ہوئے فاضل عربی کا امتحان پاس کیا۔ پھر کورو واپس آ کر مکمل زمینداری کا کام کیا۔ پہاڑی علف زار سے گھاس کے بوجھ اتارے۔جو اور باجرہ کے بھی بوجھ ڈھوئے۔

۱۹۷۱ء میں آپ گورنمنٹ ٹیچر لگ گئے۔اس وقت مکمل جوانی کی رعنائی میں تھے۔گنجان اور مدور کالی داڑھی، آنکھوں پہ عینک، قراقلی ٹوپی اور گرانڈیل قد کاٹھ آپ کو طلباء کی نظر میں بارعب بنانے کے لیے کافی تھا۔مڈل سکول غواڑی میں مضمون نگار کو دوسری جماعت کی دینیات پڑھانے لگے تو آپ کی شرافت، ملنساری، دھیماپنی اور حسن اخلاق نے طلباء کو جلد از جلد اپنا گرویدہ بنالیا، اور خوف وہراس جاتا رہا۔شروع ہی دن طلباء سے پوچھا کہ آپ اللہ تعالیٰ سے کیا مانگنا پسند کریں گے؟ بعض نے کہا: انڈا، بعض نے کہا: روپے، کچھ نے اور کہا۔جس کی اسے ضرورت تھی۔بندہ نے کہا: ''مجھے وردی چاہیے۔'' اور اپنے

تئیں آپ سے تعریف کی انتظار میں رہا۔ تمام جوابات کے آخر میں آپ نے فرمایا کہ بچو! اللہ تعالیٰ سے ہر وقت ایمان اور صراط مستقیم پر چلنے کی توفیق مانگنی چاہیے۔ اللہ کے علاوہ کوئی حاجت روا نہیں۔ سب کے سب اللہ کی مخلوق ہیں۔ موصوف اس وقت سے درس توحید کی صدا دیتے تھے۔ آپؒ کا مشاہرہ اس وقت ۴۰۰ روپے تھا۔

۱۹۷۸ء میں ناظم دارالعلوم مولانا عبدالرحمٰن خلیقؒ اور مولانا عبدالوہاب حنیفؒ مدیر التعلیم نے آپ سے استفسار کیے بغیر ایجوکیشن کے ہیڈ کلرک حاجی عبدالستار خان حفظہ اللہ سے کہہ کر استعفیٰ منظور کروالیا، اور مرکزی دارالعلوم بلتستان لے آئے؛ کیونکہ اس وقت جماعت میں قحط الرجال تھا۔ آپ اس پرکشش اور پکی ملازمت کو خیر باد کہہ کر بلاچوں وچرا دارالعلوم آئے۔ اور تا دم حیات اسی کے ہو کر رہ گئے۔

آپؒ کی گرانقدر خدمات: جماعت اور بندگانِ الٰہی کے لیے پیش کردہ خدمات کی کچھ جھلک درج ذیل ہے:

۱۔ آپ کو سکول سے لاتے ہی جماعت اور دارالعلوم کا ناظم مالیات نامزد کیا گیا۔ جس پر آپ ۲۰۰۹ء تک فائز المرام رہے۔ یعنی ٹھیک ۳۱ برس بڑی تندہی سے ادارۃ المالیات کو چلاتے رہے۔ پھر بوجہ بڑھاپا یہ عہدہ مولانا یوسف سالک یوگوی کے ذمہ لگایا گیا۔ یہ وہ عرصہ ہے جس کے دوران جماعت کے اہم ترین فیصلے اور امور طے ہوئے۔ اور خوب تعمیرات ہوئیں جیسے پرانے کیمپس کی جامع مسجد، لائبریری، دومنزلہ کلاس رومز، دفاتر، ڈسپنسری، کلیۃ البنات، الاثر پبلک سکول کی عمارت، منجر میں واقع ادارے کی تمام عمارتیں، المرکز الاسلامی سکردو، جامع مسجد یوگو، جامع مسجد گینتھا، جامع مسجد و مدرسہ نصرت الاسلام کریس، الغرض ایک لحاظ سے تمام اطراف بلتستان میں تعمیرات ہوئیں۔

۲۔ مرکز اسلامی سکردو، عثمان کالونی، باغ توحید آباد، گلشن آباد و دیگر اہم اثاثہ جات منقولہ وغیر منقولہ کی خرید و معاملات میں آپ کا بھی ہاتھ ہے۔

۳۔ آپ دارالعلوم تشریف لاتے ہی مجلس شوریٰ و عاملہ کے تقریباً تاحیات ممبر رہے۔

۴۔ ۱۹۸۳ء کے گوشوارے میں آپ کو کراچی کی طرف دارالعلوم کے سفیر کے طور پر اندارج کیا گیا ہے۔

۵۔ ۱۹۸۳ء سے کچھ سالوں کے لیے مدیر المالیہ کے عہدے کے ساتھ قاضی جماعت کے طور پر کام کیا۔

۶۔ ۲۰۱۰ء تا ستمبر 2015ء مجلس عاملہ کے نائب رئیس رہے۔

۷۔ جمعیت اہلحدیث موضع کورو کے ہمیشہ امیر رہے۔

۸۔ ۲۰۰۱ء سے اواخر ۲۰۱۴ء تک صحیح بخاری پڑھاتے رہے۔اور شیخ الحدیث ہونے کا شرف حاصل کیا۔ پھر بڑھاپا تدریس کی راہ میں سنگِ گراں بن گیا۔

۹۔ آپ قادر الکلام خطیب تھے۔آپ کے تمام موضوعات میں توحید باری تعالیٰ ضروری عنصر ہوتا تھا۔جس پر گھنٹوں بولتے مگر تھکنے کا نام نہ لیتے تھے۔کوئی ایک دو ہی جمعہ گزرا ہوگا،جس میں آپ نے خطبہ نہ دیا ہو۔لوگ کہتے تھے کہ اب آپ کا خطاب ختم نہ ہوگا۔خطبہ جمعہ،عیدین،طلباء کے لیے نصیحت،درس بخاری،تعزیتی کلمات،کانفرنس الغرض جو بھی موقع ومناسبت ہو آپ کا خطاب گھوم پھر کر توحید وشرک کی چوک پر اکٹھے ہو جاتا تھا۔اور اپنے موضوع پر حافظ قرآن نہ ہونے کے باوجود مطلوبہ آیات فرفر منہ سے نکلتی تھیں۔قصہ آدم علیہ السلام،نوح علیہ السلام،موسیٰ علیہ السلام،عیسیٰ علیہ السلام،عقیدہ تثلیث،اور مشرکین مکہ کے گمراہ عقائد خوب بیان کرتے تھے۔اور خاراشگاف الفاظ میں درس توحید دیتے تھے۔"مجھے ہے حکم اذاں **لا الہ الا اللہ**" کے عملی پیکر تھے۔

کانفرنسوں اور سیمیناروں میں بسا اوقات سیکرٹری آپ کو نماز کے قریب ٹائم دیتے تھے؛ تاکہ دیگر خطباء کو وقت ملے اور آپ کا خطاب بھی لمبا نہ ہو۔کیونکہ اذان کے بعد معاملہ اور مجلس جتنی اہم کیوں نہ ہو' آپ نماز باجماعت کو لیٹ نہ کرتے تھے۔

آپ کی ستودہ صفات: ہمارے مولانا گونا گوں اوصاف عالیہ سے متصف تھے۔جنہیں آپ کے اہل محلّہ اور نوربخشی برادری کے نوجوان فاضل یوسف ظفر بھی ان الفاظ میں بیان کرتے ہیں:" آپ نہایت رحم دل،مشفق ومہربان ،فیاض،ملنسار،تواضع کا پیکر،سادگی کا مرقع،فروتنی،اخلاق حسنہ اور صفات جمالی میں اپنی مثال آپ تھے۔تزکیہ نفس، تطہیر بدن،تحلیہ اور تخلیہ میں باکمال،پاکیزہ سیرت میں حظ وافر ملا ہوا تھا۔صبر واستقامت میں کوہ ہمالیہ،راست گو،راسخ العقیدہ ،ہمدرد وغمگسار،کمالِ تقویٰ،زہد اور استغناء سے مالا مال تھے۔سلام کرنے میں اول،خوب ہی مہمان نواز،بیمار پرسی کرنے والے واقع ہوئے تھے۔کسی سائل کو خالی ہاتھ نہیں بھیجا۔امر بالمعروف،نہی عن المنکر کی تلقین کرتے۔اخوت ومحبت اور باہمی تعاون کا حکم دیتے۔امن وآشتی کا پیغام پہنچایا۔فتنہ وفساد،فرقہ واریت،حسد ورقابت،غیبت وچغل خوری کے خلاف جہاد کیا۔" اہل محلّہ سے بڑھ کر کون گواہی دے سکتا ہے!!

جب آپ مدیر المالیہ تھے،غریب اساتذہ وملازمین مہینہ نکلنے سے قبل آپ کے پاس جاتے تھے۔اگر رقم نہ ہوتی تو لوگوں سے قرض لے کر ان کی پریشانی دور کرتے تھے۔جب موسم سرما میں لوگ کورو آپ کے گھر جاتے تو آپ نمکین چائے،

ماحضر کھانا، تازہ مکھن، خوبانی کا تیل اور شکر سے تواضع کرتے۔ بندہ نے ایک دفعہ عرض کیا کہ مولانا! آپ یہ سارے اخراجات برداشت کرنے کے بجائے روزانہ دار العلوم کیوں تشریف نہیں لاتے؟ فرمایا: ''برخوردار! اس بہانے سے لوگوں کو ایک دو کپ چائے پلانے کا موقع نصیب ہوتا ہے۔'' اس حکیمانہ بات پر بندہ خاموش ہو گیا، اور فلسفہ واضح ہو گیا۔

آپ کی رحلتِ فاجعہ کا سانحہ ہمارے مولانا نے ۳۰ اکتوبر کو جامع مسجد کورو میں خطبہ جمعہ دیا تھا۔ ۳۱ اکتوبر بروز ہفتہ دار العلوم بلتستان منجر علمائے کرام کے سیمینار میں شرکت فرمائی تھی۔ اس وقت بندہ نے محسوس کیا تھا کہ موصوف جیسے فولادی انسان کو بھی پیرانہ سالی نے نڈھال اور نقاہت کا شکار بنا دیا ہے۔

اس روز آپ نے تمام علماء سے یہ کہہ کر ہاتھ ملا گئے تھے: دعا کی درخواست ہے، کل راولپنڈی جا رہا ہوں۔ سخت سردیوں کے ایام گزار کے ان شاء اللہ پڑھائی شروع ہونے پر واپس آؤں گا۔ چنانچہ آپ اور اہلیہ یکم نومبر بمطابق ۱۸ محرم الحرام کو عازم راولپنڈی ہوئے۔ شاہین ٹاؤن اپنے مکان میں ۲ نومبر ۲۰۱۵ء بمطابق ۲۰ محرم ۱۴۳۷ھ بروز سوموار رات ۱۲ بجے معمولی سی سانس کی تکلیف کا عارضہ لاحق ہونے کے بہانے اپنی جان، جہاں آفرین کے سپرد کر دی۔ ﴿إنا لله وإنا إليه راجعون﴾ اور اصول الٰہی ﴿وَمَا تَدْرِيْ نَفْسٌ بِأَيِّ أَرْضٍ تَمُوْتُ﴾ کا مصداق پورا ہوا۔ فرمان نبوی ہے: ''کوئی نفس اس وقت تک نہیں مرے گا جب تک وہ اپنا رزق مکمل طور پر حاصل نہ کر لے۔'' نیز فرمایا: ''جب اللہ تعالیٰ کسی نفس کی موت کسی سرزمین پر لکھتا ہے، تو اس سرزمین پر جانے کے لیے کوئی نہ کوئی کام نکالتا ہے۔'' اس قسم کی احادیث نبویہ پر ایقان وایمان مزید مستحکم ہو گیا۔ اور یہ نہیں معلوم کہ خود ہمارے حق میں کیا لکھا ہوا ہے۔

آپ کا بڑا بیٹا مولانا عبد الکریم سالک حفظہ اللہ عجمان سے راولپنڈی پہنچ گئے۔ ہمارے مولانا کی نماز جنازہ جامعہ سلفیہ اسلام آباد میں ادا کی گئی۔ اس کے بعد بذریعہ ایمبولینس آپ کا جسدِ خاکی بلتستان پہنچایا گیا۔ سکردو، ہوتو تک تھنگ غواڑی، یونیورسٹی منجر، گھربی کھور اور جنازہ گاہ کورو میں نماز جنازہ پڑھی گئی۔ آپ کی نماز جنازہ پڑھانے والوں میں امیر جمعیت مولانا عبد الرحمٰن حنیفؒ، نائب امیر محترم مولانا محمد ابراہیم محمد علیؒ اور مولانا محمد نذیر بلغاریؒ وغیرہ ہیں۔ تمام جنازوں میں خلق کثیر امڈ آئے تھے۔ اور بعد نماز مغرب ۳ نومبر بروز منگل کو کورو محلّہ گوند کے نیم عمودی قبرستان میں سب سے اونچی جگہ پہ تدفین مکمل ہوئی۔ اللّٰھم اجعلْ قبرَہٗ روضۃً مِن ریاضِ الجنۃِ وأسکنْہُ فسیحَ جنّاتِک.

آپ کی وفات کے موقع پر جامعہ دار العلوم منجر میں امیر محترم نے ایک جامع خطاب کیا۔ آپ نے مولانا سالک مرحوم